گمشدہ سمندر کی آواز

منیر مومن

مترجم: احسان اصغر

عکس
AKSPUBLICATIONS

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب	گمشدہ سمندر کی آواز
شاعر	منیر مومن
ترجمہ	احسان اصغر
ترتیب و مشاورت	حسان حیدر
سرورق	عثمان ضیا
سن طباعت	2020ء
تعداد	600
قیمت	-/500روپے

عکس

AKSPUBLICATIONS

Ground Floor Mian Chamber 3-Temple Road, Lahore.
Ph. 042-6294000, Cell # 0304-2224000, 0300-4827500
E-mail: publications.aks@gmail.com

انتساب

نوشین قمبرانی کے نام

جنہوں نے مجھے اس روشن تہذیب اور اس کے ادب سے روشناس کرایا

Scanned with CamScanner

انتساب

نوشین قمبرانی کے نام

جنہوں نے مجھے اس روشن تہذیب اور اس کے ادب سے روشناس کرایا

Scanned with CamScanner

فہرست

"منیر مومن": ایک نئی بوطیقا کا سراغ	ضیاء المصطفیٰ ترک	9
عرضِ مترجم	احسان اصغر	19
سمو! تجھے کیا پسند ہے		21
رات اور چراغ کے درمیان (1)		23
آسمان		25
رات		27
سرمہ دان		29
قفس		31
ذکر		33
رات اور چراغ کے درمیان (2)		35
حقیقتِ مطلوب		37
رات اور ناؤ سے بچھڑا خواب		39
خواب بدر		41
پگڈنڈیوں کا جنگل		43
وقت کے تراشے		44
جلاوطن کیف		46
برستی تاریکی		48
تُو حسین تر ہے		50
نظموں کی بستی		53
قیمت		55
روشن بیر		56
جلاوطن		58
چاند آشیانہ		60

Scanned with CamScanner

آنکھوں کے درمیان رکھی رزم گاہ	61
جزیرہ	63
مسافرت	64
تلاش	65
شام کا جادو	67
سنگم	69
لفظ---مرجان	71
نیا جنم	73
داستان	75
میرا جنگل	77
زندگی	80
بجو کے	83
شعر	84
زمانہ	85
زمین	86
آسمان	89
سکوت	90
صبح	91
خواب	92
ہمراہ	93
پتہ	95
رومال	96
شہر	98
فریب	100
رہائش	102
رات اور چراغ کے درمیان (3)	103
نظم	105
تنہائی	106

Scanned with CamScanner

''منیرؔ مومن'': ایک نئی بوطیقا کا سراغ

دنیائے آب وگل میں قسامِ ازل نے کچھ اس درجہ تنوع اور بوقلمونی رکھ چھوڑی ہے کہ اس سے پل بھر کو بھی صَرفِ نظر کرنا ممکن نہیں۔ تاریخِ انسانی کی صدیوں پر مبنی مسافت کا ماحصل یہی ہے کہ بنی آدم کا تمام تر ارتقاء انفرادی سلامتی وخوشحالی کی خواہش میں اجتماعی سطح پر ہونے والی مسلسل آموزش سے ممکن ہوا۔ انسانی ترقی، خواہ تہذیبی وتمدنی سطح سے تعلق رکھتی ہو یا معاشی واقتصادی حوالے سے، فی الواقع اس کے فکری عمل کا نتیجہ ہے اور مختلف تہذیبوں کے باہمی تعامل اور رسم وراہ کا باعث، بیش از بیش مختلف ارضی وجغرافیائی خطوں کے افکار سے ہونے والی شناسائی اور واقفیت بنی جس کا موجب ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے والوں کی گرانقدر مساعی تھیں۔ مختلف تہذیبیں اور معاشرتیں ایک دوسرے سے جب بھی ہم کلام ہوئیں، اُن کے مکالمے کو ترجمہ ہی نے ممکن بنایا۔ ترجمہ کاری کے فن ہی کے وسیلے سے ازمنہء قدیم سے ہی اقوامِ عالم اپنے اپنے علمی وفکری ذخائر کی نہ صرف یہ کہ ترویج وترسیل کرتی رہی ہیں بلکہ اس کے سبب مختلف قوموں کے مابین

Scanned with CamScanner

موجود نظریاتی وفکری اختلافات بھی دور ہوئے ہیں اور ایک ایسے وسیع تر معاشرتی مکالمے کی بنیاد پڑی ہے، جو بعد ازاں، اجتماعی انسانی دانش کی مختلف ابعاد و جہات میں افزائش و نمود کا موجب ثابت ہوا ہے۔ ایک وسیع تر تناظر میں ترجمہ کاری کی تہذیبی و ثقافتی وقعت کو سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ ہم فکری ارتقاء کی کئی ہزار برسوں پر مشتمل تاریخ پر ایک نظر ڈالیں، بنابریں کہ اسی سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اگر سقراط، افلاطون اور ارسطو جیسے نابغوں کے نظریات وافکار کا ترجمہ عربی زبان میں نہ ہوا ہوتا، تو مختلف علوم وفنون کی ذیل میں ابن سینا، فارابی، ابن رشد، ابن خلدون اور ابن عربی جیسے اہل علم کی شاید نمود ہی ممکن نہ ہوتی اور اس امکانی تناظر پر مزید غور کیا جائے تو یہ امر ہرگز بعید از قیاس نہیں لگتا کہ دریں صورت، یورپی اقوام کے ہاں موجودہ عہد میں نظر آنے والی روشن خیالی اور خرد افروزی کا وجود کبھی ممکن نہ ہوسکتا تھا۔ ماہرینِ لسانیات اور محققین کی آراء کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ کا فن بنیادی طور پر سات مختلف اسالیب سے عبارت ہے:

۱۔ عمومی طور پر اصطلاحات مستعار لینے کا طریقِ کار (Borrowing)

۲۔ الفاظ مستعار کرنے کا مخصوص قرینہ (Calque)

۳۔ لفظ بہ لفظ ترجمہ (Literal Translation)

۴۔ ترسیلی نوع کا ترجمہ (Transposition)

۵۔ ترجمہ کرتے وقت متن میں ترمیم کرنا (Modulation)

۶۔ مترادف/ مساوی یا ہم پلہ ترجمہ (Equivalence)

۷۔ حالات کے مطابق ڈھال کر ترجمہ کرنا (Adaptation)

لہٰذا، خواہ ترجمہ کسی بھی نوع کے متن کا ہو، علمی وتحقیقی ہو یا فکشن سے متعلقہ کسی صنف کا، شاعری ہو یا من جملہء اصنافِ نثر، مترجمین کی مساعی کا شمار مندرجہ بالا ساتوں

Scanned with CamScanner

اقسام میں سے کسی نہ کسی میں ہونا لازمی امر ہے اور بالخصوص شاعری کا ترجمہ کرنا، بہت دشوار ہے کیونکہ اس میں زبان و بیان کی ایسی ایسی نزاکتوں سے سابقہ پڑتا ہے، جن کی حق ادائی کے لیے ترجمہ کاری کے مذکورہ اسالیب کو موقع بموقع برتنا لازم ہو جاتا ہے۔ یہ سارا عمل ازحد مشاقی اور ہوش مندی کا متقاضی ہوتا ہے۔ مقامِ افسوس یہ ہے اکثر ترجمہ کرنے والوں کو اہلِ نقد و نظر کی جانب سے قدرناشناسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے کٹھن کام کا جو کماحقہ کیا جائے تو پہاڑ کاٹنے سے کم نہیں، محض ''سعیِ نامشکور'' بن کر رہ جانا اپنی جگہ ایک المیہ ہے۔ دراصل فنِ ترجمہ کے بارے میں ہمارے ہاں بیش تر کچھ ایسی روش دیکھنے میں آتی ہے جیسے یہ کوئی دوسرے تیسرے درجے کا تخلیقی کام ہو اور شاید اس کا سبب یہ ہے کہ سرسری قیاس آرائی اور محض ظن و تخمین کے خوگر ذہنوں کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی کہ کسی بھی متن کو ایک زبان کے قالب سے نکال کر دوسری زبان کا پیکر عطا کرنا کوئی آسان کام نہیں اور نہ ہی یہ لگے بندھے گرائمر کے قواعد سے سیدھے سبھاؤ انجام پا جانے والی کوئی رواروی کی تحریری سرگرمی ہے جسے اتنا ہی سہل اور سادہ جان لیا جائے۔ جمیل جالبی مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا:

''ترجمے کا کام یقیناً ایک مشکل کام ہے اس میں مترجم، مصنف کی شخصیت، فکر و اسلوب سے بندھا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس زبان کا کلچر، جس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے، اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور دوسری طرف اس زبان کا کلچر، جس میں ترجمہ کیا جا رہا ہے، یہ دوئی خود مترجم کی شخصیت کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔''

زیرِ نظر کتاب، بلوچستان کی گل زمین سے تعلق رکھنے والے نہایت اہم اور تازہ کار شاعر منیرؔ مومن کی منتخبہ بلوچی نظموں کا اردو قالب پیش کرتی ہے۔ اگرچہ ان کے آبا و اجداد کا تعلق پسنی، ضلع گوادر سے تھا لیکن منیرؔ مومن کی اپنی جنم بھومی، ضلع کیچ (جو سَی

Scanned with CamScanner

پنّوں کی داستان محبت میں پنّوں کے موطن کے بطور مذکور ہے) کا ایک نواحی گاؤں پیدارک ہے، بنابریں کہ ۶۶۹۱ میں ان کی اسی گاؤں میں پیدائش ہوئی۔ تعلیمی مدارج اوّلاً پسنی میں، پھر تُربت اورازاں بعد بلوچستان یونی ورسٹی میں بی اے کرتے ہوئے طے کیے۔ آجکل، بطوراسسٹنٹ رجسٹرار، کواپریٹو سوسائٹیز (بلوچستان) میں اپنے فرائض منصبی ادا کررہے ہیں۔ ان کی بلوچی نظموں اورغزلوں کا پہلا مجموعہ ۹۹۹۱ میں شائع ہوا تھا۔ ازاں بعدان کی نو کتابیں وقفے وقفے سے زیورِطباعت سے آراستہ ہوئیں جن میں چھے مجموعۂ نظم وغزل اور گیتوں پر مشتمل ہیں، جبکہ تین کتابیں اور آئی ہیں جو نثری نظموں، افسانوں اور متفرق مضامین پر مشتمل ہیں۔ منیرؔ مومن کے معاصر بلوچی شعراء میں مبارک قاضی، منظور بسمل، گل محمد وفا، ڈاکٹر ناگمان، اے آر داد اور مجیب مجاہد کے نام اہم ہیں اور میری خواہش ہے کہ آنے والے دنوں میں ان شعراء کے کلام کے تراجم بھی سامنے آئیں تا کہ اردو شعر کے قاری کے لیے جدید بلوچی شعریات کا باقاعدہ مطالعہ ممکن ہو اور تقابل و تعینِ قدر کی صورت نکل سکے۔

''گمشدہ سمندر کی آواز'' کی صورت میں زیرِنظر کتاب، اپنے اردو ترجمے اور نظموں کے انتخاب (ہر دو حوالوں سے) احسانؔ اصغر کی کاوش ہے۔ اس ہونہار نوجوان کا تعلق بنیادی طور پر گوجرانوالہ سے ہے، لیکن اس کی ذہنی وفکری ساخت پرداخت کا بیش از بیش عرصہ واہ کینٹ اور حسن ابدال میں گزرا ہے۔ اردو شعری حلقوں میں احسانؔ اصغر کی شناخت نظم وغزل، دونوں اصناف میں اس کی عمدہ شاعری کی وساطت سے کی جاتی ہے۔ اردو شعروادب کے علاوہ فارسی شعریات کا مسلسل مطالعہ اس کے ذوق کی مستقل آبیاری کا موجب ہے۔ ابھی گزشتہ ایک ڈیڑھ برس سے کوئٹہ میں بسلسلۂ روزگار اس کے مستقل قیام کے سبب بلوچستان کی سرزمین، وہاں کی تہذیبی وثقافتی روایات اور بلوچ زبان وادب کے

Scanned with CamScanner

ساتھ اس کا کچھ ایسا قلبی رشتہ استوار ہوا ہے جس نے حیران کن طور پر اس مختصر سے عرصے میں اس کے لیے بلوچی اور براہوی زبانوں کی تحصیل و آموزش ممکن بنادی ہے اور بطور مترجم اور مرتب، یہ کتاب احسان اصغر کے اسی عشق کا آئینہ ہے۔

کتاب میں مشمولہ نظموں کو بحیثیت ایک قاری کے دیکھا جائے تو نہ صرف یہ کہ بہت عمدہ اور پر تاثر افکار و خیالات سے سابقہ پڑتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایسی امیجری اور پیکر تراشی نظر آتی ہے، جو کم از کم اردو نظم کے قاری کے لیے اینقدر روانی کی حامل کیفیت کی حامل ہے کہ لازماً ایک نئے تجربے کے مصداق سمجھی جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر کتاب کی پہلی ہی نظم دیکھ لیجیے، اسے ساحری نہیں تو اور کیا کہیے گا؟:

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
اس نگری میں رواں مہکتی پروا
یا بادلوں سے بنی ہوئی شام کا دل

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
میں تیرے خیمے کے دریچے میں چاند رکھ دوں؟
تو کیا کہتی ہے؟

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
وہ ستارہ لاؤں اور تیرے تئیں ناؤ میں تبدیل کر دوں؟
کیا تو سمندر کی نم آلود سرگوشیاں لیے
مجھ سے ملنے آئے گی؟

Scanned with CamScanner

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
ان دنوں میرا دل مجھے مشورتا کہتا ہے؛
تیری خوبصورتی کو گرفت میں لوں اور تجھے ایک گیت میں ڈھال دوں
پھر شام کو ترتیب وار بیٹھے پرندوں کے سامنے یہ دھن پھیلا دوں!
پرندے بھی تیری اداس دھن گنگنائیں
میں انہیں سنوں!

نہ صرف اس نظم میں بلکہ کم و بیش ان سبھی نظموں میں موجود بیش از بیش Images نہ صرف یہ کہ اپنی بنت اور پیشکش میں نئے ہیں بلکہ یکسر ایک نئے طرز احساس کے حامل ہیں۔ مثلاً اسی نظم میں ستارے کا ناؤ میں تبدیل ہونا، مہتابی ناؤ، حسن کو گیت کی صورت دیا جانا اور پرندوں کا اسے گنگنانا۔۔۔ یہ سب کسی صورت بھی لگے بندھے اور طے شدہ اسالیبِ شعری کا حصہ نہیں۔ یہاں ایک نیا اسطورہ وضع ہوتا ہوا نظر آتا ہے، ایک نئی بوطیقا Poetics تشکیل ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ نظمیں، جدید نظم کے کسی بھی بالغ نظر قاری کو تا دیر اپنے سحر میں لیے رکھنے پر قادر ہیں۔ اپنے مافی الضمیر کی وضاحت کے لیے کچھ نظموں سے جستہ جستہ سطروں کو امتثالاً درج کرتا ہوں، ملاحظہ کیجیے:

جو بات پرندوں کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی
شعر نہیں ہوتی
وہ آنکھ جو زمین کو جگہ نہیں دے سکتی

Scanned with CamScanner

خواب اس سے ناراض ہو جاتے ہیں
بند دریچوں کے خلاؤں میں سانس لیتی ندامتیں
رات کا گناہ ہیں

(رومال)

تم ایک ایسا شعر ہو
جس کے لیے میں نے لفظ یکجا نہیں کیے
ایسا موسم ہو
جس کے لیے میں نے زمین ہموار نہیں کی
نہ شگنز کے لیے جگہ صاف کی ہے
نہ تمہارے انتظار میں
زعفرانی آسمان کا کوئی گوشہ دیکھا
میں بس ایک امید پہنے رہا

(ہمراہ)

تو جاگ اٹھتا
میں تجھے دکھاتا کہ آسمان
دن میں خواب
اور
رات میں ایسا دروازہ ہے

جس کی پچھلی طرف تالا ہو

(خواب)

صبح ایک روشن ذکر ہے
اور ایسی ٹھنڈی دعا
جو آنکھوں کی رحل پر دھری ہوئی
ٹھہراؤ بھرا گیت آغاز کرتی ہے

(صبح)

جہاں کچھ بھی نہیں رہتا
وہاں لازماً کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتا ہے
میرے پاس تین برتن ہیں
لیکن یہ تینوں کسی بھی صورت خالی نہیں ہوتے
میں کسی پرچم کے پاس ٹھہرنے کی نسبت
کسی درخت کے نیچے رکنے میں زیادہ راحت محسوس کرتا ہوں

(زمین)

یہ صبح و شام، یہ شب و روز
سب پردہ نشین ہو گئے
میں نے شعر کی مٹی اٹھائی
اور اپنے سکوت کا حسین بت بنایا
کوئی چمک، نہ آہٹ، نہ ہی دل

Scanned with CamScanner

ان دنوں زندگی بس مشت بھر رینگتے وسوسوں کا نام ہے

(تنہائی)

منیرؔ مومن کے ہاں جس شعری بوطیقا کی نمود ہوئی ہے، اس کا خمیر اپنی دھرتی، اپنی مٹی سے اٹھا ہے اور اس کا اظہار محض ''بین السطور'' تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ اس کی غمازی سطر سطر سے ہوتی ہے۔ یہ بات الگ کہ یہ شدت کسی جگہ بھی نعرہ بازی اور propaganda کی فروتر سطح پر آتی ہوئی معلوم نہیں ہوتی۔ ہاں، جہاں کہیں ان کے اندرون سلگتے ہوئے الاؤ کی حدت گردوپیش کے گذشتہ یا حالیہ منظرنامے سے ظاہر ہوتی بھی ہے تو شعری رمز کے پیرائے میں، کنایت و ایماء کے پردے میں۔ قدما کے ہاں ''حرفِ برہنہ'' کو نقصِ ہنر گردانے کی جو روش موجود تھی، منیرؔ مومن بھی اس پر کاربند نظر آتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان نظموں کی آب و تاب، ترجمے کی صورت میں بلوچی زبان سے اردو میں منقلب ہونے کے باوجود بھی کہیں ایک ذرا بھی ماند نہیں پڑی۔ یقیناً، جہاں اس کی ایک وجہ احسانؔ اصغر کے ترجمے کا اس عمدگی اور تخلیقیت کا حامل ہونا ہے، وہیں اس شعری متن کا وقیع اور تہ دار ہونا بھی یکساں طور پر اہم ہے۔ بیش از بیش سطریں ایسی ہیں جو ازلی دانش و حکمت کے جوہر کے ساتھ ساتھ زبان زدِعام ہو جانے والی سادگی و سلاست اور کفایتِ لفظی کے اوصاف کے باعث Proverbial Level کی حامل ہیں۔ مجھے منیرؔ مومن کی نظم میں ایک نئی بوطیقا کا سراغ ملا ہے اور میری طالبعلمانہ رائے میں اس کی دریافت و نفوذ سے جدید نظم اور بالخصوص اردو نظم مزید ثروت مند ہو سکتی ہے۔ میں پُریقین ہوں کہ بلوچستان کی مٹی سے پھوٹنے والی یہ خوشبو اسی طرح مشامِ جاں کو معطر کرتی رہے گی۔

Scanned with CamScanner

بقول شخصے

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کارِ مغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگِ تاک است

ضیاء المصطفیٰ تُرک

نیم شب، 15 مارچ 2020

کیڈٹ کالج، حسن ابدال

Scanned with CamScanner

عرضِ مترجم

میں منیر مومن سے اول اول دو ہزار اٹھارہ کے آغاز میں اس وقت واقف ہوا جب میری محترم نوشین قمبرانی نے مجھے ان کے کچھ اشعار اردو ترجمے سمیت سنائے۔ میرا پہلا تاثر ایک ایسا استعجاب تھا جس سے میں تاحال باہر نہیں نکلا۔ میں نے فوراً بلوچی زبان سیکھنے کا عندیہ ظاہر کیا اور ان تمام دوستوں سے رابطہ کیا جو بلوچی شعر و ادب سے منسلک تھے۔ اس سلسلے میں مسلسل محنت کے بعد میں ۲۰۱۹ میں بلوچی پڑھنے لگا اور پھر میں نے پورے دھیان سے منیر مومن کی شاعری پڑھنا شروع کر دی۔ ان کی نظمیں پڑھتے ہوئے مجھے بہت شدت سے اس احساس نے پکڑے رکھا کہ ہم اردو خواں لوگ اپنے بالکل پڑوس میں موجود ایسی نایاب شاعری سے ناواقف ہیں اور مجھے لگا کہ بہت دیر تک یہ ناواقفیت موجود رہے گی۔ اسی محرومی کے احساس نے مجھ ایسے بے بضاعت شخص سے ترجمے کا یہ کام کروالیا۔

ترجمے کا میرا یہ اولین تجربہ ہے۔ میں ان تراجم کے بہت معیاری ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتا مگر اپنے تئیں پوری محنت اور کوشش کی کہ ان تراجم میں اصل شعری متون کی جھلک ضرور پڑ جائے اور قاری اس طرزِ احساس کی ایک رمق ضرور پا لے۔ اس کوشش میں

Scanned with CamScanner

کس حد تک کامیابی ہوئی ہے یہ تو اس کتاب کے پڑھنے والے ہی بتا سکیں گے۔ یہاں میں نام بہ نام ان دوستوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جن کی مدد اور دل چسپی سے یہ کام ممکن ہو سکا۔ ذاکر قادر نے مجھے بلوچی زبان سیکھنے میں بہت مدد دی، ان کے علاوہ سارنگ بلوچ، سلیم حسنی، نعیم حسنی اور دوسرے کئی احباب کا ساتھ مسلسل میسر رہا۔ خود منیر مومن صاحب کے احسانات تو اس قدر ہیں کہ ان کا شکریہ ممکن نہیں۔ حسان حیدر نے سارے مسودے کو بار بار دیکھا اور بہت سے مقامات پر سوالات اٹھائے، اس کتاب کی تیاری شاید حسان کے بغیر ممکن نہ ہو سکتی۔ پروفیسر ضیاء المصطفیٰ ترکؔ نے اس مسودے کو دیکھا اور اس پہ ایک بصیرت افروز مضمون بھی تحریر کیا، ان کا شکریہ ادا کرنا میرے لیے ممکن نہیں کہ میرے شعری سفر کے آغاز ہی سے مجھ پہ ان کی بے پایاں عنایات رہی ہیں۔ آخر میں واجہ اللہ بشک بزدار اور جناب فرخ یار کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنی آراء سے مستفید کیا۔ اگلے صفحات میں ایک نیا ذائقہ آپ دوستوں کا منتظر ہے۔

احسان اصغر

20جون2020

شال

Scanned with CamScanner

سمو! تجھے کیا پسند ہے!

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
اِس نگری میں رواں مہکتی پُروا
یا بادلوں سے بُنی ہوئی شام کا دل

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
میں ترے خیمے کے دریچے میں چاند رکھ دوں۔۔۔؟
تو کیا کہتی ہے؟

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
وہ ستارہ لاؤں اور تیرے تئیں ناؤ میں تبدیل کردوں
کیا تو سمندر کی نم آلود سرگوشیاں لیے
مجھ سے ملنے آئے گی؟

Scanned with CamScanner

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
اِن دنوں میرا دل مجھے کہتا ہے:
تیری خوبصورتی کو گرفت میں لوں اور تجھے ایک گیت میں ڈھال دوں
پھر شام کو ترتیب وار بیٹھے پرندوں کے سامنے یہ دُھن بکھیر دوں!
پرندے بھی تری اداس دھن گنگنائیں
میں اِنہیں سنوں!

سمو! تجھے کیا پسند ہے؟
نگری میں بہتی پُروا۔۔۔شام کا دل
مہتابی دریچہ۔۔۔ستارے کی ناؤ

یا پرندوں کی منقاروں پر موسیقیت سے پُر تیرے حسن کا
ترانہ۔۔۔!
سمو! تجھے کیا پسند ہے؟

Scanned with CamScanner

✓

رات اور چراغ کے درمیان (1)

رات اور چراغ کے درمیان
جو کچھ بھی موجود ہے۔۔۔میرا ہے
ایک نم آلود آزادی
جیسے کوئی تھکا ہوا شخص
اپنے آنگن کا دروازہ کھلنے سے پیشتر
دہلیز پر ہی خواب میں چلا جائے!
رات اور چراغ کے درمیان
تتلی کا ایک پر
میرے ہاتھ بڑھانے پہ

Scanned with CamScanner

کسی سرگوشی کی طرح میری ہتھیلی میں آ گیا
میں صبح روشن ہو جانے سے پہلے
رات اور چراغ کے درمیان کی
زمین پر جھاڑو دے کر
نمیدہ آزادی اور تتلی کا پر
اپنی دعاؤں میں بھگو کر
تیرا بت بنانا چاہتا ہوں
کیونکہ رات اور چراغ کے درمیان
جو کچھ بھی موجود ہے۔۔ میرا ہے!

Scanned with CamScanner

آسمان

جس دن میں نے تمہیں دیکھا
مجھے گمان ہوا
کہ شہر میری آنکھوں میں سمٹ آیا ہے
اور پھر یہ خبر کہ شہر
اپنے ستارے تمہاری آنکھوں کے اندر
تلاش کرنے کی کوشش میں ہے!
میں نے چاہا کہ تمہیں احوال دوں
لیکن تم کہنے لگیں:
'جب تیری سرگوشیوں کے پر تمام ہو جائیں گے
تیرا آسمان تیرے ہاتھوں میں دے دیا جائے گا

Scanned with CamScanner

لیکن اس سے پہلے کہ

اردگرد کی سرگرمی تیری پیشانی میں ٹھہر جائے

پرسکون ہو جا

اگر تو دیکھے کہ درختوں کے نیچے بکھرے زرد پتے

دوبارہ سبز ہو رہے ہیں

تو کچھ مت کہنا'

میں پرسکون رہا۔۔۔اور کچھ نہ کہا

لیکن مجھ سے پہلے

تمہاری سرگوشیوں کے پر تمام ہو گئے

اور تمہارا آسمان تیرے ہاتھوں میں تھما دیا گیا

اب مجھے اپنے تختِ رواں کے کسی گوشے میں جگہ دو

تاکہ میں تمہیں تمہارا کوئی ہم رنگ اور ہم عمر ستارہ دکھا سکوں!

Scanned with CamScanner

رات

رات چھلک رہی ہے
ہزار کناروں سے چھلک رہی ہے
دل نہ پیالہ نہ آنکھ
رات۔۔۔
رائگاں جا رہی ہے بوند بوند
اگر یہ بستی کشتی میں تبدیل نہ ہوئی
تو میں اپنے لیے پانی کی نامختتم پیاس بناؤں گا
درخت ابھی نہا رہے ہیں
لیکن کچھ دیر بعد
اپنے لباس سیلاب کے ہاتھ دے کر

Scanned with CamScanner

اس بستی سے روانہ ہو جائیں گے
میرا سایہ کچھ لمحے قبل
میری دائیں جانب بیٹھا خود کو ہوا کر رہا تھا
لیکن اب اتنا بھیگ چکا ہے کہ کانپنے لگا

رات چھلک رہی ہے
لیکن برتن موجود نہیں
میں اپنی آنکھیں تب تک نہیں کھولوں گا
جب تک تمہیں میرے خوابوں کی ضرورت نہ ہو
رات چھلک رہی ہے
اس کا رس میری آواز کی پیشانی تک پہنچ چکا ہے
میں تمہیں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں
اگر تمہیں خواب درکار ہیں
تو کوئی گھوڑا مت بھیجو
کشتی بھیج دو
کہ رات چھلک رہی ہے
اور ہزار کناروں سے چھلک رہی ہے

Scanned with CamScanner

۷

سرمہ دان

جنگل نے خود کو آئینے میں دیکھا
اور میں ایک شہر ہو گیا
پرندوں نے گیت گنگنایا
اور سانپوں نے چراغ روشن کئے
ان دنوں جب پتھر سبز ہو گئے تھے
میں نے خود کو نگل لیا
اور پھر تیری آنکھوں نے مجھے باہر اگل دیا
میں سانپ کے زہر کا رد بن گیا
دنیا مجھے ڈھونڈنے کے لیے
تیرے بالوں میں الجھی

Scanned with CamScanner

آئینہ کووں نے اٹھایا اور اپنے آشیانے میں لے گئے
اسی لمحے سے رات اندھی ہوگئی
میں تیری آنکھیں تلاش کر رہا ہوں
شاید پھر سے مجھے اگل دیں
میں خود کو اٹھاؤں، تراشوں
اور ایک سرمہ دان بنا دوں!

Scanned with CamScanner

قفس

جس روز آوازوں نے اپنے شغل کے تئیں
ایک کھیل شروع کرنا چاہا
اور رنگوں میں بیگار کرائی گئیں

اسی دن
احساسات کو آنکھیں دی گئیں
پھر انہوں نے اپنی برہنگی کو ڈھک لیا
تو جانتا ہے۔۔۔؟ ایک لباس میں
ایک منقش اور خوبصورت لباس میں
کتنے قید خانے اپنی دنیاؤں کو دھکا دیتے ہیں!

Scanned with CamScanner

آواز رنگوں کی قیدی ہے
اور احساس قیامت ہے اپنی بینائی کے تئیں
بس قفس تنہا ہیں
جہاں دن ہے نہ مہینہ
پتھر ہے نہ پانی
قفس بنی آدم کی خواہشات سے دلکش ہیں
اور آزادی تیرے خرام کی طرح خوبصورت!
اس لیے میں ہمیشہ
اپنے اندر کا قید خانہ باہر نکال دیکھتا ہوں
اور تیرے خرام کا نظارہ کرتا ہوں!

Scanned with CamScanner

ذِکر

جہاں کسی آواز کی گھاس نہیں اگتی
زندگی وہیں ایک نازک ذِکر ترتیب دیتی ہے
کبھی کبھار جب تیرا دھیان
مجھے خود سے بھگا دیتا ہے
تو میں دور سے خود کو دیکھتا ہوں
تب دیکھتا ہوں:
ہمارا شہر سجدے ہی میں سو گیا
زمانہ اندر آ سکتا ہے
اور نہ ہی میں اور تو باہر نکل سکتے ہیں
کوئی موجود نہیں

Scanned with CamScanner

میں ہوں۔۔۔

تو ہے۔۔۔

اور زندگی کا نازک ذِکر

جو شہر کی رگوں میں

دریا کی طرح رواں ہے!

Scanned with CamScanner

رات اور چراغ کے درمیان (2)

گلیاں بھاگ بھاگ کر تھک گئیں
اور اپنے پاؤں کے چھالے میری آنکھوں میں رکھ دیے
میرا اپنا خواب ہتھیلی میں ہے
رات کی سیڑھیاں شکستہ ہو گئیں
اور چراغ کا دروازہ بند ہے
میرے خواب،
نوزائیدہ بھوکے پرندوں کی طرح شور کر رہے ہیں
میں حیران ہوں
زمانہ اپنی حاجتیں کہاں سُلاتا ہے
ہوا شام کے وقت کس کھڑکی سے

Scanned with CamScanner

اپنا روزینہ وصول کرتی ہے
بادل اپنے بھیگے دامن کہاں نچوڑتے ہیں
مجھے گلیوں کے آبلے
اور ہتھیلی میں دھرا خواب
تیرے ساتھ بانٹنے ہیں
رات اور چراغ کے درمیان
کوئی ترازو دھرا ہوا ہے
ایک پلڑے میں آبلے
اور ایک پلڑے میں خواب
آ انہیں بانٹیں
کیوں کہ
رات اور چراغ کے درمیان جو کچھ موجود ہے
میرا ہے۔۔۔

Scanned with CamScanner

✓

حقیقتِ مطلوب

حقیقت کے پر نہیں ہوتے
اس لیے میں زمین کھود رہا ہوں
انسان کی زندگی ایک ایسا نگر ہے
جہاں سچائی کا راستہ نہیں گزرتا
لوگ مجبور ہیں کہ موت کے بعد
اسے زمین کے اندر ڈھونڈیں
لیکن میں ان مردہ لوگوں کی بے چین قبروں سے گزر کر
مزید گہرا کھودنا چاہتا ہوں
کیونکہ حقیقت کے پر نہیں ہوتے
حقیقت کوئی پرندہ ہے نہ ہی پتنگ

Scanned with CamScanner

مجھے اس حقیقت کی تلاش ہے

جو زمین کی طرح مہربان

آسمان کی طرح وسیع

اور تیری یاد کی طرح خوبصورت ہو!

میں مہینے، دن اور برس کے اوزاروں سے

زمین کھود رہا ہوں

اور میرے لیے تیرے رنگ کی پھوہار برستی ہے

ہر کسی کو ایسی حقیقت ضرور چاہیے

جو تیرے جیسی طرحدار ہو

تاکہ انسان اس کے لیے مر سکے!

Scanned with CamScanner

رات اور ناؤ سے بچھڑا خواب

پرندے گلہ کرتے رہتے تھے:
جنگل کی آنکھوں کا رنگ سبز کیوں ہے؟
اور میں خواب دیکھنے سے پہلے
ایک جنگل بن گیا تھا
میں نے دیکھا کہ پرندے
سبز پتوں سے گھونسلہ نہیں بناتے
سفر یہیں پہنچا تھا
کہ جنگل کو قفس میں ڈال دیا گیا
اور تو نے مجھے قفس کے دوسری طرف بتایا
کہ رات نے ایک ناؤ کرائے پر لے لی

Scanned with CamScanner

اور سمندر کو چراغوں کا ہدیہ درکار ہے
میں نے گیت بن کر نکل جانا چاہا
لیکن تیرا خواب
ناؤ سے پہلے روانہ ہو گیا
پھر ناؤ اور رات
دونوں کا رنگ سبز تھا!

Scanned with CamScanner

خواب بدر

تو نے مجھے مشورہ دیا تھا
کہ: ' آ ! میں اور تو خوابوں کے درمیان سے نکل آئیں ! '
میں نے آنکھیں بند کیں
رات لپیٹ کر چٹائی کے نیچے رکھ دی
اب میری دنیا محض چند دریچے تھے
اور دریچوں کی اُس اور
رنگوں کا ایک مورچہ!
روز ایک نگری جل جاتی
روز نئی بستی بس جاتی
عجائبات کا بازار قائم تھا

Scanned with CamScanner

میں دیکھ رہا تھا
کہ وقت سانپ کی نسل سے ہے
ہمیشہ بَل کھاتا ہوا!
ہر دم رواں رہتا ہے
اور کوئی بھی پگڈنڈی اس کی اپنی نہیں
مجھے اپنے پاؤں یاد آ گئے
جب میں نے دیکھا
تو میرے پاؤں خواب دیکھ رہے تھے
اور تو کہہ رہا تھا
''مجھے اپنے خوابوں پر رحم آیا
اور میں واپس ہو گیا''

Scanned with CamScanner

پگڈنڈیوں کا جنگل

میری آنکھ پگڈنڈیوں کا ایک جنگل ہے
تمام پگڈنڈیوں کے سرے
ایک شہر کی گود میں جمع ہیں
اور شہر ایک چراغ کی پائنتی پر
تب تک کھڑا رہے گا
جب تک اپنے آسمان کے لیے
چاند اور ستارے حاصل نہ کر لے!

Scanned with CamScanner

وقت کے تراشے

گری ہوئی دیوار کے نیچے
ان زمانوں کے چند لمحوں کے سوا اور کچھ نہیں
جنہیں تم میری آنکھوں کے آنگن میں
بو کر چلے گئے تھے

وقت ہمیشہ باقی رہ جاتا ہے
موت سے ۔۔۔کھیل سے
جنگ سے ۔۔۔جدائی سے
پھر بھی باقی رہ جاتا ہے

Scanned with CamScanner

جیسے خالی پیالی میں چائے
ایک باریک رنگ کی جھلی بن کر باقی رہتی ہے

انسان جب پیدا ہوتا ہے
بس ایک ہی کام کرتا ہے
ایک قینچی لے کر وقت کے تراشے جمع کرتا رہتا ہے
سو جس کے گرد بھی دیکھو
وقت کے بخیے کھاد کا ٹیلہ بن چکے ہیں

لیکن تمہاری جدائی کی ہوا نے
میرا ٹیلہ اڑا دیا ہے
بس اسی گری ہوئی دیوار کے نیچے
کچھ تھکے ہوئے لمحوں کے بخیے رہ گئے ہیں!

Scanned with CamScanner

جلاوطن کیف

شعر کے اشتیاق کا ذائقہ
جلاوطن کیا ہوا کیف ہے
ایسا نشہ،
جو کسی سرحد میں گھر نہیں کرتا!
نہ بھوک کی طرح پھیلا ہوا ہے
کہ ہر آنگن میں اُگتا ہو!
نہ ہی نامختتم تشنگی سا رواں ہے
کہ موجودگی میں مٹکتا پھرے!
شعر کا نشہ
منقش شہر کے چراغوں میں نمایاں ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

نہ ہی چمکتا ہے جلے ہوئے کسی جنگل کی راکھ میں !
یہ ایک جلاوطن کیا ہوا کیف ہے
ایسا ذائقہ
جو تیرے ساتھ یکجا ہنسی کے وقتوں میں
سر پہ ہاتھ پھیرتا ہے
یا تیری دوری میں گریہ کرتے ہوئے
پھوار کی محبت سے برستا ہے!

برستی تاریکی

تمہاری جدائی کی رات نے
تمام شہر نگل لیا
میری آنکھ۔۔۔
صرف مجھے دلاسہ دینے کے لیے جنبش کر رہی ہے
تاریکی جیسے کوئی بھوکی بلی
گھات لگا کر اندر داخل ہونا چاہتی ہے
درخت اور دیواریں۔۔۔سب کے سب خوراک ہو گئے
سانس لیتا ہے کوئی غبار آلود وہم
نہ کوئی چراغ سسکیاں بھرتا ہے
صرف تاریکی برستی رہتی ہے

Scanned with CamScanner

اور آوازے کستے رہتے ہیں جھینگر۔۔۔

میرے آس پاس جو کچھ بھی ہے

مٹکا، چار پائی، پیالی، پیمانہ

اوک اور دامن

ہر چیز ان آوازوں سے چھلک رہی ہے

اگر تم آؤ

تو اپنے ساتھ ایک جھاڑو لانا

میں اور تم مل کر جھینگروں کے آوازے جھاڑ دیں گے!

Scanned with CamScanner

تُو حسین تر ہے

تُو حسین تر ہے
ہر عدم دستیاب مسرت سے
ہر سنگین غم سے
تُو حسین تر ہے
رات کے داغدار ستر
اور صبح کی روشن پارسائی سے

تُو حسین تر ہے
اس سچائی سے
جو محبت کی تکمیل ہے
اس چراغ سے
جو رات کی گلیوں میں گم ہے
اور دن نہیں دیکھتا

تُو حسین تر ہے

اس جھوٹ سے

جو تیری محبت کے نام پر

ہر روز میں خود سے بولتا ہوں!

تُو حسین تر ہے

میری امید اور مجھ سے

تُو حسین تر ہے

خود سے اور اپنی خوبصورتی سے

Scanned with CamScanner

مجھے بادلوں سے محبت ہے

مجھے بادلوں سے محبت ہے
شعلگی بھری ایک بوند
اوک بھر پانی
پل بھر آسمان
اور ایک بالشت گلزمین کے لیے
میں در بہ در بھٹکتا ہوں!
اس لیے مجھے بادلوں سے محبت ہے
میں نے چھاؤں میں آگ لگائی
اور روئی صفت وقت نے خودسوزی کر لی
میں نے ایک پیالہ پانی ڈھونڈا
اور میری روح میں طغیانی آ گئی

Scanned with CamScanner

ایک پل آسمان بو یا

اور پرندوں کی چہکار نے خوابیدہ تسکین اڑا دی
ایک بالشت گلزمین لے کر ساتھ بٹھائی
اور سرگوشیوں نے میرے گرد زندان تعمیر کرلیا!
کوئی ہو جو اس زندان میں میرے لئے لائے
بس بوند بھر شعلگی اور اوک بھر پانی
انہیں لوں اور اپنے لیے بادل بنالوں
کہ مجھے بادلوں سے محبت ہے!

Scanned with CamScanner

نظموں کی بستی

اس شہر کی سیاہ تتلیاں ہیں
اور محلات کی اینٹیں چراغ!
ستارے، یہاں آنکھوں میں گھونسلہ بناتے ہیں
یہ میری نظموں کی بستی ہے
یہاں تمناؤں کی آگ
تاحال روشن نہیں ہوئی
خام ہیں یہاں ابھی تک تمام منظر
لوگ پرندوں کی زبان میں بات کرتے ہیں
اور خواب دن دیہاڑے گھومتے پھرتے ہیں
زمانے نے اپنے بچوں کی شادی میں یہاں آنا چاہا

Scanned with CamScanner

لیکن تو نے آنکھ بند کر لی
اور وہ گلی میں کھو گیا
اس لیے اب تک یہاں
ہواؤں کے گریبان سلامت ہیں
اور تیری محبتوں کی مہک
میرے سرہانے خوابیدہ ہے!

7

قیمت

تیرے لیے
میں صرف پاگل نہیں ہونا چاہتا
کہ یہ تیرے حسن کی قیمت نہیں ہے
تو میرے لیے ایسا دلکش ہے
کہ مجھے ہر طرح
تیرے لیے ہوش مند رہنا ہے
پاگل رہنا ہے
اور زندہ رہنا ہے!

Scanned with CamScanner

روشن بیر

دنیا۔۔۔ایک ایسا شاندار گھر
جس سے باہر نکلنا بھول جاتے ہیں لوگ
زندگی۔۔۔
خدا کے بخشے ہوئے موسموں میں سے ایک موسم
اور عشق۔۔۔
خدا کے گھر سے چرایا ہوا ایک چراغ!
مجھے جتّو کے جامن کے باغ کے
ان پہاڑی بیروں کی لذت بالکل یاد نہیں آتی
لیکن وہی بیر چرانے کا ذائقہ

Scanned with CamScanner

میری زندگی کی شیریں ترین یاد ہے!

جب بھی تجھے دیکھتا ہوں

ایسا لگتا ہے

جیسے میں خدا کے کھیت میں

ایک عظیم الشان درخت سے

روشن بیر چرا رہا ہوں!

Scanned with CamScanner

جلاوطن

ایک زمانے میں تو چراغ تھا
اور میں تیری مانگی ہوئی دعا
تجھے کوئی آنکھ درکار تھی
نہ مجھے کوئی لفظ۔۔
تو بے شمار روشن تھا
اور میں بے انتہا سُروں سے لبریز
ایک وقت میں تُو چراغ تھا

Scanned with CamScanner

پھر زمانوں نے ہمیں دیکھا

اور ہم اپنی آزادی سے

جلاوطن کر دیے گئے

اب ہمارے چاروں سمت

آنکھوں اور لفظوں کی دیواریں ہیں

لیکن ان دیواروں کی اُس اور

آزادی، تیری روشنی اور میری موسیقی سمیت

ہمارے انتظار میں ہے!

Scanned with CamScanner

آنکھوں کے درمیان رکھی رزم گاہ

ان دنوں تو اتنی دور جا چکا ہے
کہ ستارے میرے نزدیک آنے لگ گئے ہیں
یہی دنیا۔۔۔۔
جسے ہزار مرتبہ تیرے کنایوں اور مسکراہٹوں نے
میرے لئے کبھی کسی پھول کبھی کسی چمک
اور کبھی کسی دھن میں تبدیل کیا
اسی دنیا کو تیری دوری نے جنگ کا مورچہ بنا کر
میری آنکھوں کے درمیان رکھ دیا
یہ مورچہ نہ مسمار ہوتا ہے
نہ ہدیہ کیا جا سکتا ہے

Scanned with CamScanner

بس اس مورچے سے بھاگا جا سکتا ہے
اور آج تک کوئی بھی
اپنی پیشانی سے فرار ہونے میں کامیاب نہیں ہو سکا

آج رات میں ستاروں کو بتاؤں گا
کہ تو پریوں کے ہونٹوں سے چھوٹا ہوا ایک پُرلحن گیت ہے
اور میں تجھے اپنی آنکھوں کے درمیان لکھنا چاہتا ہوں!

Scanned with CamScanner

✓

جزیرہ

جب تم نے مجھے نہیں پہچانا تھا
میں نے دعا کی طرح
تمہیں اپنے آنگن میں بویا
اور خود سے غافل ہو گیا!
آج ایک مدت بعد
تم یہاں سے گزرے اور مجھ سے بولے:
"اگر تو بے صوت میدان کے سمندر میں
ایک پنچھی کے رین بسیرے کے لیے
جزیرہ بنا سکے۔۔۔تو مجھے بلا لینا"
میں اپنے چاروں سمت نظر دوڑاتا ہوں
کچھ بھی موجود نہیں
دور ایک دعا رواں نظر آتی ہے
جو کبھی درخت بن جاتی ہے اور کبھی جزیرہ!

Scanned with CamScanner

مسافرت

اس سے پہلے کہ تیری آنکھوں میں خوابیدہ کبوتر اڑ جائیں
میں اپنی نامختتم تشنگی کا مزار بناؤں گا!
میں جب بھی تجھے دیکھتا ہوں
ایسے گیت میرے کانوں سے ٹکراتے ہیں
جیسے آبشار پہاڑوں سے فریاد کرے
جیسے پرچم ہوا کا گیت یکبارگی بلند لحن میں گانے لگے
لیکن میری نہ مٹنے والی پیاس
پہاڑ ہوتی ہے، نہ آبشار
اور نہ ہی پرچم !
جب تیری آنکھوں میں سوئے کبوتر
اس مزار پر اڑیں گے
تو اپنی جوتیاں کہنہ کر لینا
اور میں اپنی آنکھیں گھسا لوں گا!

Scanned with CamScanner

تلاش

انسان اپنے سفر کی دھند میں پوشیدہ ہو سکتا ہے
اور ہاتھ میں تھامے چراغ میں بھی
مجھے تم سے پوچھنا تھا۔۔۔مگر تم مسکرا دی
میں نے دیکھا کہ تمہاری مسکراہٹ
اور میرے دل کے پھپھولوں کا رنگ ایک سا ہے
تو میں رک گیا!
لوگ تلاش کے بہانے
اپنے تمام رشتوں سے لاتعلق ہو گئے!
کہسار ہوں کہ جنگل اور سمندر
سب تمہاری ذات کے اجزا ہیں
میں تمہاری ذات میں سر پٹختا

Scanned with CamScanner

خود کو ڈھونڈ رہا ہوں

اس سے پہلے کہ پیچھے اگتی دھند

ہاتھ میں تھامے چراغ کی شہ رگ تک پہنچے

تم خود کو میرے دل کے پھپھولوں میں ڈھونڈو

اور میں خود کو تمہاری مسکراہٹوں میں!

Scanned with CamScanner

۷

شام کا جادو

ہر صبح جب میں جاگتا ہوں
مجھے شام کی خواہش بے چین کرنے لگتی ہے
اور میں کاغذ پر
ایک درخت اور اس کا سایہ بنانے لگتا ہوں
لیکن صبح شام کا چہرہ نہیں اوڑھتی!
اگر میں لکھنا جانتا
تو صبح کے ہونٹوں میں شام لکھتا!
کبھی کبھی یہ شہر مجھ سے اتنا بیزار ہو جاتا ہے
کہ بھاگنے لگتا ہے میری آنکھوں میں
پھر میں شہر کو کشتی بنا کر
تیرے وعدوں کے سمندر میں بہا دیتا ہوں
سمندر اور کشتی، دونوں تیری آنکھوں میں سو جاتے ہیں

Scanned with CamScanner

اور میں تیری آنکھوں کی تلاش میں
چراغ بو کر۔۔۔زخم کاٹتا ہوں
حمد کرتا ہوں درد کی
کام بہت بڑھ جاتا ہے
ایک عمر گزر جاتی ہے
حتیٰ کہ پھر مجھے گرفت میں لے لے خواب!
ہو سکتا ہے دنیا کو شام کی نگری میں جانے کے لئے
صبح کی دہلیز پامال نہ کرنی پڑے
اور میرے صبح و شام تیرے ہونٹوں کے بیچ تحریر ہو جائیں!

Scanned with CamScanner

سنگم

یہ پگڈنڈی جو لپٹ جاتی ہے
ہر روز مجھ سے
اور ہر دن الگ ہو جاتی ہے
یاد آ کر بھول جاتی ہے
ہر روز آنکھوں میں دوڑتی ہے
مگر میرے اندر نہیں پہنچتی!

یہ بادل جسے ہوا نے پاگل کر دیا ہے
موسلا دھار برستا ہے
خمار آلود کرتا ہے مجھے
کچھ دیر میرے ساتھ رہتا ہے
لیکن مجھے دیوانہ نہیں کرتا

Scanned with CamScanner

یہ ہوا جو سمندر کے وسط سے آ رہی ہے
بہشتی گیت تقسیم کرتی ہے زمین پر
لیکن میرے گیت کا حصہ نہیں بنتی

یہ کٹیا جو مجھے پناہ میں رکھے ہوئے ہے
جگہ دیتی ہے میری بھوک اور پیاس کو
میری سرد و گرم چشیدہ ہے
خورجین ہے میرے خوابوں کی
اپنے اندر رکھ کے شفاف کرتی ہے میری بے چینیاں
لیکن میری روح میں گھر نہیں کرتی!
تم کوئی پگڈنڈی ہو نہ بادل
ہوا ہو نہ کٹیا
تم مجھ سے اتنے نزدیک ہو
کہ میرے ساتھی اور ہمسایہ نہیں ہو سکتے!

Scanned with CamScanner

لفظ۔۔۔مرجان

میں نہیں جانتا
یہ شہر خود کو کیوں
میرے اندر کے گلیاروں میں گم کر دینا چاہتا ہے
میں!
اگر مجھ سے پرندہ چوگا مانگے
میں اسے دو لفظ دوں گا!
یہ شہر کیوں اپنے چراغوں کو آواز کی گٹھڑی میں باندھ کر
میرے سرہانے رکھ دیتا ہے
تم جانتے ہو؟
میری خواب گاہ میں آوازوں کا ایک بازار بن چکا ہے
اور میں اس بازار میں

Scanned with CamScanner

کسی مسافر کی طرح سر پٹختا

کچھ لفظ تلاش کر رہا ہوں

کچھ لفظ۔۔۔

ایسے لفظ جو مرجان کی طرح خوبصورت ہوں

اب، جب کہ تمہاری جدائی نے

پرندے مجھ سے رنجیدہ کر دیے ہیں

میں یہ مرجان

اپنی تنہائی کو پہنانا چاہتا ہوں !

Scanned with CamScanner

✓

نیا جنم

جانے کتنی منزلوں کے بعد
یہ سفر تمہاری چوکھٹ تک پہنچا
اور تمہاری محبت نے
زندگی کو ایک ایسی درسگاہ بنا دیا
جہاں ہر روز مجھے یہی پڑھایا جاتا ہے:
کہ میں نے اپنی گذشتہ عمر
خوبصورتی کی حدود سے باہر گزاری ہے
ہوسکتا ہے
میں اس دنیا کا اولین شخص ہوں
جسے اپنے مستقبل کا غم نہیں

(مستقبل۔۔۔جسے میں ہار کی طرح
تمہاری محبت کو پہنا چکا ہوں)
مجھے اپنے گذشتہ کی بے رنگی نے بے چین کر رکھا ہے
اب میں چاہتا ہوں۔۔۔
کہ ایک بار پھر
خود کو تمہارے آغوش میں جنم دوں!

Scanned with CamScanner

داستان

میں تیرے لیے کوئی داستان ہوتا
جیسے سیمرغ کے سر پر
اگے درخت کی شاخوں میں
جب درد الجھتے ہیں
تو موسیقی بن جاتے ہیں
دفعتہً کوئی پری سیمرغ کو دیکھتی ہے
وقت زمین و آسمان کے درمیان ہلکا سا بادل بن کر
ایک اور بادل بُنتا ہے
برستی ہے موسلا دھار بارش
اور تمام رستوں میں پر اُگ آتے ہیں
لیکن داستان کا سیمرغ اور پری
ساقط و جامد رہتے ہیں

سارے دلربا منظر پرواز کر جاتے ہیں
نگر اور گھر
سمندر اور کہسار
جنگل اور ویرانے
موسیقی اور گیت
دل اور آنکھ
یاد اور رنج
اگر میں کبھی داستان بن گیا
تو میں بھی پرواز کر جاؤں گا!

Scanned with CamScanner

میرا جنگل

میرا جنگل۔۔۔۔۔میرا وطن
یہ نہ لوگ دیکھتا ہے نہ ساتھی
نہ کوئی تمنا رکھتا ہے نہ کیف وغم
مجھے لے جاتا ہے اور رکھ لیتا ہے اپنے ساتھ
میرا وطن۔۔۔میرا جنگل
ہمیشہ میرے ساتھ تنہا ہے
میرا جنگل میری پیاس ہے
لعلیں شہد لیے ہونٹوں سے پیتا ہے شہد
اور کور چشموں کا مضحکہ اڑاتا ہے
میرا جنگل میری یہ شکستہ پائی ہے

Scanned with CamScanner

لگتا ہے ایک بے چراغ خیمے کی طنابوں سے لپٹی
اپنے زخمی خوابوں اور حسرتوں کیلئے پر بناتی ہے
میرا جنگل میرا مذہب ہے
مجھے تفکرات اور وسوسوں کے اطراف میں جانے نہیں دیتا
مجھے میرے لئے مرنے نہیں دیتا
مجھے بتاتا ہے کہ خوبصورتی کو
بصارت کے رنگ و چمک
ضابطوں اور پیمانوں سے تولا نہیں جا سکتا
میرا جنگل مجھے تاریک سجدوں اور داغ داغ فکروں کے
تمام مضافات سے دور بھگاتا ہے
میرا جنگل۔۔۔
آج میں نے اپنے جنگل کو
ایک گرسنہ کونج کی چونچ میں پرو کر روانہ کر دیا
میں نیچے ہوں
لیکن وہ نرم و ملائم بادلوں سے گفتگو میں ہے
آج وہ کچھ دل افتادہ ہے

Scanned with CamScanner

راہ کے پتھروں سے
گھر میں دھری کنگھیوں اور آئینوں سے
میرا جنگل کونج کے ساتھ سیر میں ہے
آج میں زمین و آسمان کا واحد مالک ہوں!

Scanned with CamScanner

زندگی

زندگی بس زندگی ہے
نہ گرم نہ سرد
مفلوک الحال نہ دولت مند
ابھی جو ہوا جنوب سے چل رہی ہے
کچھ دیر میں اگر شمال سے چلنے لگے
پگڈنڈی پہ اگے خودرو بوٹے کوئی گلہ نہیں کریں گے
یہ ریوڑ اسی طرح رواں رہے گا
راستے کے اطراف نظارے تک نہیں بدلیں گے
بس گردوغبار کچھ متاثر ہوگا
اور زندگی گردوغبار نہیں ہے
زندگی بس زندگی ہے
اماں گلسہر آن دنوں نابینا ہے

اپنے گھر تنہا پڑی ہوئی

لیکن وہاں ہر رات چراغ روشن رہتا ہے

مجھے ہمیشہ اس چراغ پہ رحم آتا ہے

میں جب بھی اماں سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتا ہوں

مجھے زندگی یاد آتی ہے

لیکن گلسہرؔ بے غم کچھ بھی نہیں سوچتی

جانتی ہے کہ چراغ اور زندگی

بہت سی جگہوں پر بے وجہ ہی روشن ہیں

سروز جوئیروں کی پھوار برسا رہا ہے

نم آلود کر رہا ہے تمام منظر

اردگرد کو مدہوش کرتا۔۔۔

اگرناگہاں بے آواز ہو جائے

زندگی اسی طرح رواں رہے گی

بس اس ایک پل کے لیے

زندگی بہرے یوسفؔ کا چہرہ لگے گی

لیکن پھر جب یوسف لباس جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوگا

Scanned with CamScanner

تو صاف ہو جائے گا
زندگی بس زندگی ہے۔۔۔
گذشتہ برس کا شکست خوردہ لشکر
اس سال پھر جنگ کے لیے تیار ہے
لشکر میں شامل ہر کوئی تیر، کٹار، تلوار اور سپر کے بارے سوچ رہا ہے
زندگی کسی کی آنکھوں میں نہیں جھلکتی
اُس وقت تک جب جنگ پھر آغاز ہوتی ہے
تیر خوردہ سپاہی گرتا ہے
آنکھوں میں آخری لپک جو چمکتی ہے
وہ اس کی دو سالہ بیٹی کی تصویر ہے زندگی نہیں
ایک اور جو ہاتھ میں تیر پروتا ہے
اسے خیال آتا ہے
جنگ کے بعد بچوں کو کپڑے دلانے ہیں
اور چار پائی کی پرانی طنابیں بدلنی ہیں
زندگی بس زندگی ہے۔۔۔گرم نہ سرد
مفلوک الحال نہ دولت مند!

Scanned with CamScanner

بجوکے

اگر بجوکے بات کر سکتے
تو لوگوں کے باطن بری طرح عیاں ہو گئے ہوتے
اپنی اور میری حقیقت جاننا چاہتے ہو؟
کسی بجوکے کو تیر مارو
اور نظارہ کرو کہ لوگ
میت کس کی قبر میں دفناتے ہیں!

اگر بجوکے نقل مکانی کر لیں
تو ہم جیسے بہت سے لوگ جلاوطن ہو جائیں!

Scanned with CamScanner

شعر

میرا شعر ایک شریر بچہ ہے
اُس خاموشی کو چرا لینے کے لیے کوشاں
جو میری آواز پر
کسی پرندے کی طرح اڑتی ہے!

Scanned with CamScanner

زمانہ

زمانہ ہر رات میری تنہائی کو دشنام دیتا ہے
اور دوڑ جاتا ہے کھڑکی سے
لیکن شہر سے باہر نہیں نکل پاتا
صبح سب سے پہلے مجھ سے دوچار ہوتا ہے
بھلا دیتا ہے میری تنہائی اور اپنے دشنام
اور میرے ہمراہ دروازے سے اندر داخل ہو جاتا ہے!

Scanned with CamScanner

زمین

دل، پیانہ، دریچہ
خواب دریچے کے سامنے بٹھاتا ہوں
پیانے میں حسرتیں رکھتا ہوں
اور دل۔۔۔
دل میں چٹکی بھر خاک جو زمین کی مہک دے
جہاں کچھ بھی نہیں رہتا
وہاں لازماً کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتا ہے
میرے پاس تین برتن ہیں
لیکن یہ تینوں کسی بھی صورت خالی نہیں ہوتے
میں کسی پرچم کے پاس ٹھہرنے کی نسبت
کسی درخت کے نیچے رُکنے میں زیادہ راحت محسوس کرتا:

Scanned with CamScanner

یہ نرم ہوا جو سمندر کی طرف سے آتی ہے

زمین کی سب سے قریبی سہیلی ہے

ہمیشہ ہدیہ کرتی ہے زمین کو

شاداب محبتوں کے خوش طرح راز!

اور کبھی کبھی مہکتی مدھرا کے ظروف بھی ساتھ لاتی ہے

ایک ایسے دن جب زمین نشے کی گرفت میں تھی

مجھ سے کہنے لگی:

جھنڈا اور قینچی ایک ہی ماں کی اولاد ہیں

قینچی ملبوسات کو کاٹ کر چھوٹا کرنے میں کام آتی ہے

اور پرچم خوابوں کے بخیہ ادھیڑنے میں

اس دن سے

میں کہیں بھی جھنڈا دیکھوں تو بھاگ اٹھتا ہوں

یہاں تک کہ اپنے درخت کے سایے میں نہ پہنچ جاؤں!

آج پھر بادل چھائے ہوئے ہیں

ہوا اپنے ساتھ تحفے لیے ہوئے پہنچی ہے

زمین اپنی سرشاری کو گیت میں ڈھال رہی ہے

Scanned with CamScanner

اور میں اپنے درخت کے نیچے اپنے تین برتنوں سمیت بیٹھا ہوں

دل، پیمانہ، دریچہ
دریچے کے سامنے خواب بیٹھے ہیں
پیمانے میں حسرتیں
اور دل میں چٹکی بھر خاک
جس میں زمین مہکتی ہے
جہاں کچھ نہیں رہتا
وہاں لازماً کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتا ہے!

Scanned with CamScanner

✓

آسمان

اگر ایک رات اچانک
تمام ستارے میری آنکھوں میں آجائیں
میں اپنی آنکھیں تمہاری گود میں پھینک کر
آسمان کو زمین پر قائم کردوں گا!

Scanned with CamScanner

✓

سکوت

تیرے سکوت کا صحیفہ
میرے شعروں کی پوشش میں ہے
تیری خاموشی وہ سمندری کتاب
جو لفظ پی کر
معنی ساحل پر بکھیر دیتی ہے!

Scanned with CamScanner

صبح

صبح ایک روشن ذکر ہے اور ایسی ٹھنڈی دعا
جو آنکھوں کی رحل پر دھری ہوئی
ٹھہراؤ بھرا گیت آغاز کرتی ہے
پرندہ۔۔۔
پرندہ بس اس گیت کا موسیقار ہے
پرندوں کے ساتھ جاگنا اس لیے ضروری ہے
تا کہ روح برہنہ نہ ہو
ٹھنڈی دعا اوڑھ لے
اور آنکھ تنہا نہ ہو
چار اطراف ایک روشن ذکر کرتے رہیں!

Scanned with CamScanner

خواب

کوئی میری آنکھوں میں بیٹھا ستارے گِن رہا ہے
ایک۔۔۔دو۔۔۔
اور پھر بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنے خواب دفن کیے۔۔۔

تو جاگ اٹھتا!
میں تجھے دکھاتا کہ آسمان
دن میں خواب
اور رات میں ایسا دروازہ ہے
جس کی پچھلی طرف تالا ہو!

کبھی کبھی جب میں زمین کو پتنگ بنا کر اڑا دیتا ہوں
تو دیوار کی اس اور جو کچھ بھی دکھائی دیتا ہے
میری آنکھیں اسے شناخت نہیں کرتیں۔۔۔

Scanned with CamScanner

ہمراہ

تم ایک ایسا شعر ہو
جس کے لیے میں نے لفظ یکجا نہیں کیے
ایسا موسم ہو
جس کیلئے میں نے زمین ہموار نہیں کی
نہ شگنز کیلئے جگہ صاف کی ہے(۱)
نہ تمہارے انتظار میں
زعفرانی آسمان کا کوئی گوشہ دیکھا
میں بس ایک امید اوڑھے رہا
امید جو سردی سے خوبصورت
اور شعلے سے توانا ہے

شیریں تر ہے صبح کے پرندوں کی آوازوں سے!
میں نے اسی امید کو ساخت دینے کی کاوش میں
خود سے دور جانا چاہا
لیکن وہ دروازہ سماج میں نہ کھلا
سو میں تمہارے لئے باہر نہیں نکلا
تمہیں کہیں نہ ڈھونڈا
سوچنے کی بیگار میں رہا نہ ہی خیال بُننے کی
پھر تم سے سامنا ہوا
اب کچھ ڈھونڈنا نہیں ہے
کہیں جانا نہیں ہے
کوئی خیال سجا کر باندھنا ہے
نہ تلاشنا ہے کوئی لفظ!
بس شعر کے ہمراہ رہنا ہے
تم ایسا شعر ہو۔۔۔۔
جس کے لیے میں نے لفظ یکجا نہیں کیے!!

(ا۔ شگنز: وہ جگہ جہاں چاول یا گندم کی تمام فصل کو اکٹھا رکھتے ہیں)

پتہ

تم مجھ سے اس قدر نزدیک ہو
کہ اگر کوئی مجھ سے تمہارا پتہ پوچھے
میں کچھ نہیں کہہ سکوں گا
اسی طرح میں بالکل نہیں جانتا
تمہاری نگری کہاں ہے۔۔۔
مگر ڈھلتی شام کو سورج
فقیرانہ عاجزی سے
جس طرف اپنا سر جھکاتا ہے
میں پُریقین ہو جاتا ہوں
تمہاری نشست وہیں ہو سکتی ہے!

Scanned with CamScanner

رومال

جو بات پرندوں کے ساتھ سفر نہیں کر سکتی
شعر نہیں ہوتی
جو آنکھ زمین کو جگہ نہیں دے سکتی
خواب اس سے ناراض ہو جاتے ہیں
بند دریچوں کے خلاؤں میں سانس لیتی ندامتیں
رات کا گناہ ہیں

میں ایک ایسے پرندے کو جانتا ہوں
جو ہمیشہ نرم سفید بادلوں سے رومال چرا کر

Scanned with CamScanner

تحفہ دیتا ہے اپنے دوستوں کو

رومال۔۔۔زندہ رہنے کے لیے آنسو چاہتا ہے

پرندہ دانہ چگنے زمین پر اترتا ہے

اور بکھیر دیتا ہے اپنی منقار سے محبت کے مرجان۔۔۔

پھر یہ مرجان ہر آنکھ میں پھیل کر

رومالوں کی زندگی شاداب کر دیتے ہیں۔۔۔

Scanned with CamScanner

شہر

اس سے پہلے
کہ میرا شہر برہنہ ہو جائے
مجھے ایک خیمہ درکار ہے
تم نے گلیاں اور دیواریں بوئیں
اور بھول گئے
کہ بارش نہ برسے تو یہ پیاسی ہو جاتی ہیں
اس بستی کے ہر مویشی کی آنکھوں میں
ایک بات لکھی ہوئی ہے:
اب لازم ہے کہ پتھروں کو پانی کیا جائے
بادل پرندے لے گئے اور اپنے لیے لباس بنا لیے
، یہ مدت اگر آئندہ ہفتے تک باقی رہی

Scanned with CamScanner

تو ثقافتیں سڑکوں پر سفر کریں گی
مجھے دیوار درکار ہے نہ گلی
بادل اور نہ بارش
مجھے تو بس ایک خیمہ چاہیے
جو میں تمہاری آنکھوں میں لگا کر
اپنے شہر کی ستر پوشی کر سکوں۔۔۔

Scanned with CamScanner

فریب

رات جھینگروں میں سانس لے رہی ہے
دور، ہوا ایک روشن چراغ کی لو کو
ہوا یوں ہلا رہی ہے جیسے
کسی نے کوئی خواب قتل کر کے دفن کر دیا
پھر قبر کے سرہانے ایک جھنڈا گاڑ دیا
لیکن جھنڈے کو شعور نہیں
کہ رات جھینگروں میں سانس لے رہی ہے
اور تنہائی کسی انسان کے اندر بیٹھی
سحابیہ، ہوا کے نرم جھونکے
پھول، محبت، موسیقی، رنگ

Scanned with CamScanner

اُن سب چیزوں کے متعلق سوچ رہی ہے
جو یہاں دستیاب نہیں
رات جھینگروں میں سانس لینے پہ نادم ہے
کیونکہ لوگ ماتم کے وقت بھی
اپنی فریب دینے کی عادت نہیں چھوڑ سکتے!

Scanned with CamScanner

رہائش

تو نے ایسے شہر میں گھر کیا
جو مجھ سے نہایت قریب ہے
اتنا قریب کہ وہاں کے لوگ
ہر رات میرے خوابوں میں آتے جاتے ہیں
تو نے ایسے شہر میں گھر کیا
جو مجھ سے بہت دور ہے
اتنا دور۔۔۔
اگر میں رات کو چاند کے بجائے
تیرے شہر کے چراغ دیکھنا چاہوں
مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا
تیری رہائش۔۔۔
چاند اور میرے خوابوں کے درمیان
کس مقام پر ہے۔۔۔؟

رات اور چراغ کے درمیان (3)

چراغ کی اُس اور
ایک شہر کی گلیاں آپس میں کھیل رہی ہیں
لوگ بدلنے کا کھیل
جو گلی زیادہ لوگ بدل لیتی ہے
وہ کامیاب ہو جاتی ہے

شہر کی پشت سے
ایک بیمار بازار کی رگوں میں
انڈیلی جا رہی ہے خوابوں کی دوا
لیکن رات اور چراغ کے درمیان

شہر موجود ہے نہ گلی اور نہ ہی کھیل
بازار نہ خواب نہ ہی دوا
اور جہاں کچھ موجود نہیں
تجھے وہیں ہونا چاہیے!
اور چراغ و شب کے درمیان
جو کچھ بھی موجود ہے۔۔ میرا ہے

✓

نظم

زندگی ایک پیغام
جسے کوئی موسم دست بہ دست بھیجتا رہتا ہے
ہم نے سرگوشی بوئی
نہ چراغ اُڑائے
یہ خواب سات راتوں سے متواتر آ رہا ہے
میں آسمان میں ستارے ڈھونڈتا ہوں نہ کبوتر
بس ایک موسم دیکھتا ہوں
موسم میں ایک خواب
خواب میں ایک دریچہ
اور دریچے میں تو!

Scanned with CamScanner

تنہائی

دیکھتا ہوں دور کسی کاروان کا سایہ ظاہر ہو کر
پانی میں اترتا ہوا
وقت نے آنکھوں کے آگے حجاب قائم کر لیا
یہ صبح و شام، یہ شب و روز
سب پردہ نشین ہو گئے
میں نے شعر کی مٹی اٹھائی
اور اپنے سکوت کا حسین بت بنایا
کوئی چمک نہ آہٹ نہ ہی دل
ان دنوں زندگی بس مشت بھر رینگتے وسوسوں کا نام ہے
دیکھتا ہوں دور کسی کاروان کا سایہ ظاہر ہو کر
پانی میں اترتا ہوا
میں بھی اپنے سکوت کا خوشنما بت

Scanned with CamScanner

پانی میں ڈال دیتا ہوں تا کہ پانی ہو جائے

میرے لئے روشن نگری جیسی
شہد یلی اداسی برسی
جس نے میرے اردگرد بہار چھلکا دی
ایک مخملی تنہائی
اور تنہائی نے مجھے ڈھانپ لیا

کل جب گہری شام میں
بادلوں کے نرم گالوں کی تسبیح ٹوٹ گئی
میں نے پھوہاروں کو قاصد بنایا

کہا اپنے مرجان ایسے آنسو
یہاں مت برساؤ
یہ کوئی خشک لکڑی یا پتھر نہیں
تنہائی ہے ۔۔۔ داغدار ہوتی ہے

Scanned with CamScanner

نرم ہوا بہشت سے آئی

رازوں کی ایک باریک ریشمی اوڑھنی اوڑھے

اپنے دامن سے لپیٹتی ہے ستاروں کے اسرار

گھڑی میں ڈالے محبتوں بھری شہدیلی سرگوشیاں

مہکتے ہوئے گرم بوسوں کی پریشانی زلفوں پر پھیرتے ہوئے

جب یہاں سے روانہ ہوئی

تو میں نے اس سے التجا کی

اپنے ناز و انداز چھوڑ دے

اور میری تنہائی کی سمت نہ چل

کہیں ایسا نہ ہو کہ گرد آلود ہو جائے

آج صبح جب پرندے ہڑبڑا کر جاگ اٹھے

اور نیند کا نشہ اپنے منقش پروں سے جھاڑ چکے

کوکو کی آوازیں ایسے آزاد ہوئیں

جیسے کوئی کاروان اپنے وقت سے قبل روانہ ہو جائے

اور گلی کوچوں میں صف آرا ہو

نگری کے سب کونوں میں
آہنگ کے مرجان پھیل گئے
کج فہم پرندوں سے کہو
کوئی درخت ہے نہ ہی پانی کا حوض

اس نازک حسن کا درمان
آبلے کہاں ہو سکتے ہیں
بصیرت جست بھرے تو سمجھ جاؤ گے
کہ یہ ریحان کے سائے سے بھی نازک تر ہوتی ہے
میں اپنی اس بستی
اس کاغذی تنہائی کے ساتھ
کہاں کوچ کر جاؤں ۔۔۔

بیلی! میری روح اور جان
یہ سچ ہے کہ میں تیری آس پر
زندگی کے لمحوں کے قریب آ گیا
تیری مکمل ہم نشینی کے تئیں

Scanned with CamScanner

اپنی بے رنگ زندگی کو

ہر دن ایک نئے رنگ میں رنگا

بیلی! میری آنکھوں میں تیری نشست گاہ ہے

بیلی! یہ سانس میں تیرے لیے

صف کی طرح کھول کر بچھاتا ہوں!

بیلی! اب، کہ تو آ چکا ہے

ایک نیکی اور کر

ایک مزید احسان

بیلی! میری تنہائی کے سامنے مت بیٹھ

تو اتنا تو جانتا ہے

کہ تیری اس طرح دار خواہش نے

مجھے ہر ایک سے الگ کر دیا ہے

بخشی ہے ایک منفرد تنہائی

کسی کی پروا نہ کرنے والی ایک ضرورت،

اور یہ ناز پرور حالت۔۔۔

مجھ سے ہر لمحہ جھگڑتی ہے

اور رکھ دیتی ہے ہر بار ہتھیار
مجھے سوچتی ہے، ہنستی ہے مجھ پہ
میری آنکھوں کی طرح گریہ کرتی ہے
یہ ایک زندگی سے بھرپور تنہائی ہے
بیلی میری تنہائی کے سامنے مت بیٹھ!

Scanned with CamScanner